

تفہیم القرآن

الانشقاق

نام | پہلی ہی آیت کے لفظ انشقت سے ماخوذ ہے۔ انشقاق مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں اور اس نام کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے جس میں آسمان کے پھٹنے کا ذکر آیا ہے۔

زمانہ نزول | یہ بھی مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے اس کے مضمون کی داخلی شہادت یہ بتا رہی ہے کہ ابھی ظلم و ستم کا دور شروع نہیں ہوا تھا، لہذا قرآن کی دعوت کو مکہ میں بر ملا جھٹلایا جا رہا تھا اور لوگ یہ ماننے سے انکار کر رہے تھے کہ کبھی قیامت برپا ہوگی اور انہیں اپنے خدا کے سامنے جواب دہی کے لیے حاضر ہونا پڑے گا۔

موضوع اور مضمون | اس کا موضوع قیامت اور آخرت ہے۔

پہلی پانچ آیتوں میں نہ صرف قیامت کی کیفیت بیان کی گئی ہے بلکہ اس کے برحق ہونے کی دلیل بھی دے دی گئی ہے۔ اس کی کیفیت یہ بتائی گئی ہے کہ اس روز آسمان پھٹ جائے گا، زمین پھیلا کر سموار میدان بنا دی جائے گی، جو کچھ زمین کے پیٹ میں ہے یعنی مردہ انسانوں کے اجزائے بدن اور ان کے اعمال کی شہادتیں، سب کو نکال کر وہ باہر بھینک دے گی، حتیٰ کہ اس کے اندر کچھ باقی نہ رہے گا۔ اور اس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ آسمان و زمین کے لیے اُن کے رب کا حکم ہی ہوگا اور چونکہ دونوں اُس کی مخلوق ہیں اس لیے وہ اس کے حکم سے سزا جی نہیں کر سکتے۔ اُن کے لیے حق یہی ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کریں۔

اس کے بعد آیت ۶ سے ۹ تک بتایا گیا ہے کہ انسان کو خواہ اس کا شعور بہرمانہ ہو، بہر حال وہ اُس منزل کی طرف چاروں چار چلا جا رہا ہے جہاں اُسے اپنے رب کے لگے پیش ہونا ہے۔ پھر سب انسان دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک، وہ جن کا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کسی سخت حسابِ نبی کے بغیر معاف کر دیئے جائیں گے۔ دوسرے وہ جن کا نامہ اعمال پیٹھے کے پیچھے دیا جائے گا۔ وہ چاہیں گے کہ کسی طرح انہیں موت آجائے، مگر مرنے کے بجائے وہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ ان کا یہ انجام اس لیے ہو گا کہ وہ دنیا میں اس غلط فہمی پر گمن رہے کہ کبھی خدا کے سامنے جواب دہی کے لیے حاضر ہونا نہیں ہے۔ حالانکہ ان کا رب ان کے سارے اعمال کو دیکھ رہا تھا اور کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان اعمال کی باز پرس سے چھوٹ جائیں۔ اُن کا دنیا کی زندگی سے آخرت کی جزا و سزا تک درجہ بدرجہ پہنچنا اتنا ہی یقینی ہے جتنا سورج ڈوبنے کے بعد شفق کا نمودار ہونا، دن کے بعد رات کا آنا اور اس میں انسان اور حیوانات کا اپنے اپنے بسیروں کی طرف پلٹنا۔ اور چاند کا ہلال سے بڑھ کر ماہِ کامل بننا یقینی ہے۔

آخر میں اُن کفار کو دردناک سزا کی خبر دے دی گئی ہے جو قرآن کو سُن کر خدا کے لگے جھکنے کے بجائے اُلٹی تکذیب کرتے ہیں، اور اُن لوگوں کو بے حساب اجر کا ثرودہ سُنا دیا گیا ہے جو ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں۔

اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے
جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کے فرمان کی تعمیل کرے گا اور اس کے لیے حق
یہی ہے (کہ اپنے رب کا حکم مانے)۔ اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے
اُسے باہر پھینک کر خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گی اور اُس کے لیے حق یہی ہے
کہ اس کی تعمیل کرے۔ اے انسان، تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے اور اُس سے

۱۔ اصل میں اذِ نَتِّ لِرَبِّهَا کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کے لفظی معنی ہیں وہ اپنے رب کا حکم
سنے گا۔ لیکن عربی زبان میں محاورے کے طور پر اذِن لَدُنَّ کے معنی صرف یہی نہیں ہوتے کہ اس نے حکم سنا بلکہ
اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُس نے حکم سُن کر ایک تابع فرمان کی طرح اس کی تعمیل کی اور ذرا سزا ہی نہ کی۔
۲۔ زمین کے پھیلا دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ سمندر اور دریا پاٹ دیئے جائیں گے، پہاڑ
ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دیئے جائیں گے، اور زمین کی ساری اونچ نیچ برابر کر کے اسے ایک ہموار میدان بنا دیا
جائے گا۔ سورہ طہ میں اس کیفیت کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ "اسے ایک چسپیل میدان بنا دے گا
جس میں تم کوئی بل اور سٹوٹ نہ پاؤ گے" (آیات ۱۰۶-۱۰۷)۔ حاکم نے مُشَدِّرِک میں عمدہ سند کے ساتھ
حضرت جابر بن عبد اللہ کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "قیامت کے
روز زمین ایک دسترخوان کی طرح پھیلا کر بچھا دی جائے گی، پھر انسانوں کے لیے اُس پر صرف قدم رکھنے کی جگہ
ہوگی"۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ حقیقت نگاہ میں رہنی چاہیے کہ اُس دن تمام انسانوں کو جو اول روزِ قیامت
سے قیامت تک پیدا ہوئے ہونگے، بیک وقت زندہ کر کے عدالتِ الہی میں پیش کیا جائے گا۔ اتنی بڑی
آبادی کو جمع کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ سمندر، دریا، پہاڑ، جنگل، گھاٹیاں اور سیت و بلند علاقے سب کے
سب ہموار کر کے پورے کرۂ زمین کو ایک میدان بنا دیا جائے تاکہ اس پر ساری فوجِ انسانی کے افراد کھڑے
ہونے کی جگہ پاسکیں۔

۳۔ مطلب یہ ہے کہ جتنے مرے ہوتے انسان اس کے اندر پڑے ہونگے سب کو نکال کر وہ باہر
ڈال دیگی، اور اسی طرح اُن کے اعمال کی جو شہادتیں اُس کے اندر موجود ہونگی وہ سب بھی پوری کی پوری
باہر آجائیں گی، کوئی چیز بھی اُس میں چھپی اور دبی ہوئی نہ رہ جائے گی۔

ملنے والا ہے۔ پھر جس کا نامہ اعمال اُس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا، اُس سے ہلکا حساب لیا جائیگا۔
 لکھ یہ صراحت نہیں کی گئی کہ جب یہ اور یہ واقعات ہونگے تو کیا ہوگا، کیونکہ بعد کا یہ مضمون اُس کو
 آپ سے آپ ظاہر کر دیتا ہے کہ اے انسان تو اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے، اُس کے سامنے حاضر
 ہونے والا ہے، تیرا نامہ اعمال تجھے دیا جانے والا ہے، اور جیسا تیرا نامہ اعمال ہوگا اس کے مطابق تجھے
 جزا یا سزا ملنے والی ہے۔

۱۱۔ یعنی وہ ساری تک و دو اور دُور دُور ہو چکی ہیں جو تو دنیا میں کر رہا ہے، اُس کے متعلق چاہے تو
 یہی سمجھتا رہے کہ یہ صرف دنیا کی زندگی تک ہے اور دنیوی اغراض کے لیے ہے۔ لیکن درحقیقت تو شعوری
 یا غیر شعوری طور پر جا رہا ہے اپنے رب ہی کی طرف اور آخر کار وہیں تجھے پہنچ کر رہنا ہے۔

۱۲۔ یعنی اُس سے سخت حساب نہیں نہ کی جائے گی۔ اُس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ فلاں فلاں کام
 تو نے کیوں کیے تھے اور تیرے پاس اُن کاموں کے لیے کیا عذر ہے۔ اُس کی بھلائیوں کے ساتھ اُس کی بُرائیاں
 بھی اُس کے نامہ اعمال میں موجود ضرور ہونگی، مگر بس یہ دیکھ کر کہ بھلائیوں کا پلٹا بُرائیوں سے بھاری ہے،
 اس کے قصوروں سے درگزر کیا جائے گا اور اُسے معاف کر دیا جائے گا۔ قرآن مجید میں بد اعمال لوگوں
 سے سخت حساب نہیں کے لیے سُوْرَةُ الْحِسَابِ (بُری طرح حساب لینے) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں
 (الرَّعْدُ، آیت ۱۸)، اور نیک لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ”یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم ان کے بہتر اعمال
 قبول کر میں گے اور ان کی بُرائیوں سے درگزر کریں گے“ (الاحقاف، آیت ۱۶)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اس کی جو تشریح فرمائی ہے اُسے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، حاکم، ابن جریر
 عبد بن حمید اور ابن مَرُوَیْتِہ نے مختلف الفاظ میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے
 کہ حضورؐ نے فرمایا ”جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مارا گیا“ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ، کیا اللہ
 تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ”جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا
 جائے گا؟“ حضورؐ نے جواب دیا ”وہ تو صرف اعمال کی پیشی ہے، لیکن جس سے پوچھ گچھ کی گئی وہ مارا گیا۔
 ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضورؐ کو نماز میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا
 کہ ”خدا یا مجھ سے ہلکا حساب لے“ آپ نے جب سلام پھیرا تو میں نے اس کا مطلب پوچھا۔ آپ نے
 فرمایا ”ہلکے حساب سے مراد یہ ہے کہ بندے کے نامہ اعمال کو دیکھا جائے گا اور اُس سے درگزر کیا جائیگا۔“

اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پٹے گا۔ رہا وہ شخص جس کا نامہ اعمال اُس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔ وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔ اس نے سمجھا تھا کہ اُسے کبھی پٹنا نہیں ہے۔ پٹنا کیسے نہ تھا، اُس کا رب اُس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔

پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں شفق کی، اور رات کی اور جو کچھ وہ سمیٹ لیتی ہے، اور چاند

اے مانتہ، اُس روز جس سے حساب نہیں کی گئی وہ مارا گیا۔

عہ اپنے لوگوں سے مراد آدمی کے وہ اہل و عیال، رشتہ دار اور ساتھی ہیں جو اسی کی طرح معاف کیے گئے ہونگے۔

۱۷ سورہ آلحٰقہ میں فرمایا گیا ہے کہ جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور یہاں ارشاد ہوا ہے اُس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ غالباً اس کی صورت یہ ہوگی کہ وہ شخص اس بات سے تو پہلے ہی مایوس ہو گا کہ اُسے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا، کیونکہ اپنے کرتوتوں سے وہ خوب واقف ہو گا اور اسے یقین ہو گا کہ مجھے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملنے والا ہے۔ البتہ ساری خلقت کے سامنے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال لینے ہوتے اسے خفت محسوس ہوگی، اس لیے وہ اپنا ہاتھ پیچھے کر لے گا۔ مگر اس تدبیر سے یہ ممکن نہ ہو گا کہ وہ اپنا کچا چٹھا اپنے ہاتھ میں لینے سے بچ جائے، وہ تو بہر حال اسے پکڑا ہی جائے گا خواہ وہ ہاتھ آگے بڑھا کر لے یا پیٹھ کے پیچھے چھپا لے۔

۱۸ یعنی اُس کا حال خدا کے صالح بندوں سے مختلف تھا جن کے متعلق سورہ طور (آیت ۲۶) میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں میں خدا سے ڈرتے ہوتے زندگی بسر کرتے تھے، یعنی ہر وقت انہیں یہ خوف لاحق رہتا تھا کہ کہیں بال بچوں کی محبت میں گرفتار ہو کر ہم اُن کی دنیا بنانے کے لیے اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔ اس کے برعکس اُس شخص کا حال یہ تھا کہ اپنے گھر میں وہ چین کی غیسری بجا رہتا تھا اور خوب بال بچوں کو عیش کرا رہا تھا، خواہ وہ کتنی ہی حرام خوریاں کر کے اور کتنے ہی لوگوں کے حق مار کر یہ سامان عیش فراہم کرے، اور اس لطف و لذت کے لیے خدا کی باندھی ہوئی حدود کو کتنا ہی پامال کرتا رہے۔

۱۹ یعنی یہ خدا کے انصاف اور اس کی حکمت کے خلاف تھا کہ جو کرتوت وہ لایا تھا ان کو وہ نظر انداز کر دیتا اور اسے اپنے سامنے بلا کر کوئی باز پرس اس سے نہ کرتا۔

کی جب کہ وہ ماہِ کامل ہو جاتا ہے، تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے۔ پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے؟ بلکہ یہ منکرین تو اُلٹا جھٹلاتے ہیں، حالانکہ جو کچھ یہ اپنے نامہ اعمال میں جمع کر رہے ہیں اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ لہذا ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ البتہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے ع

۱۱ یعنی نہیں ایک حالت پر نہیں رہتا ہے بلکہ جوانی سے بڑھاپے بڑھاپے سے موت، موت سے بونہ، بونہ سے دوبارہ زندگی، دوبارہ زندگی سے میدانِ حشر، پھر حساب و کتاب اور پھر جزا و سزا کی بے شمار منزلوں کے لازماً تم کو گزرنا ہوگا۔ اس بات پر تین چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے: سورج ڈوبنے کے بعد شفق کی سُرخ، دن کے بعد رات کی تاریکی اور اس میں اُن بہتے انسانوں اور حیوانوں کا سمٹ آنا جو دن کے وقت زمین پر پھیلے رہتے ہیں، اور چاند کا ہلال سے درجہ بدرجہ بڑھ کر بدرکامل بننا۔ یہ گویا چند وہ چیزیں ہیں جو اس بات کی علامتِ شہادت دے رہی ہیں کہ جس کائنات میں انسان رہتا ہے اس کے اندر کہیں ٹھیرا نہیں ہے، ایک مسلسل تغیر اور درجہ بدرجہ تبدیلی ہر طرف پائی جاتی ہے لہذا کفار کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ موت کی آخری سچکی کے ساتھ معاملہ ختم ہو جائے گا۔

۱۲ یعنی ان کے دل میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہوتا اور یہ اُس کے آگے نہیں جھکتے۔ اس مقام پر سجدہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے! امام مالک مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نماز میں یہ سوزہ پڑھ کر اس مقام پر سجدہ کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سجدہ کیا ہے۔ بخاری مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابورافع کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے عشاء کی نماز میں یہ سوزہ پڑھی اور سجدہ کیا۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابوقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور حضور نے اس مقام پر سجدہ کیا ہے، اس لیے میں مرتے دم تک یہ سجدہ کرتا رہوں گا۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم نے ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سوزہ میں اور اِقْدَابًا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ میں سجدہ کیا ہے۔

۱۳ دوسرا مطلب یہ بھی سکتا ہے کہ اپنے سینوں میں جو کفر اور عناد اور عداوتِ حق اور بُرے ارادوں اور فاسد نیتوں کی گندگی انہوں نے بھر رکھی ہے اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔